O

اِک نئی تہذیب کی بنیاد اٹھانی چاہیۓ
شہر سے کچھ دور اِک بستی بسانی چاہیۓ

اِس بہی کھاتے میں بس کچھ لمحۂ ادراک ہیں
یہ کمائی صنعتِ غم میں لگانی چاہیۓ

پُر سکوں حالات کا حامل رہا ہے میرا دل
اِس کو کچھ تہذیب صدموں کی سکھانی چاہیۓ

https://emad-ahmad.com/

منجمد سینے ہیں مغرب کی ہوائے سرد سے
برف زاروں میں ہمیں آتش جلانی چاہیے

راستے گم ہیں مگر موجود تو ہیں آج بھی
ڈھونڈنے والوں کو ہمت تو دلانی چاہیے

اِس صدی میں غار والے، لوح والے کون ہیں
ڈھونڈنے والوں کو اِک واضح نشانی چاہیے

واقعاتِ زندگی، حیران کُن ماضی و حال
لِکھ ہی دینی داستانِ زندگانی چاہیے

چھوڑ دینا چاہیے دنیا کو اُس کے حال پر
وقت سے پہلے فقط قوّت بچانی چاہیے

https://emad-ahmad.com/

اِک خراساں کے سیہ پرچم ابھی درکار ہیں
اِک یہودِ اِصفہانی کی نشانی چاہیے

کان پر پردہ رہا تو آنکھ اندر کی کُھلی
عمر کی ساری کہانی اب سنانی چاہیے

تم بَھلا کتنوں کو کب تک یوں بچاتے آؤ گے
ڈوبنے والوں کو پیراکی سکھانی چاہیے

اور دنیائیں ابھی تسخیر کرنی ہیں عماد
غم کے اندھے سلسلوں کو بے کرانی چاہیے

https://emad-ahmad.com/